طبلہ سارنگی پر نام نہاد روشن ضمیر اہل باطن سر دھنتے ہیں۔ ایسے میں ہماری صدائے نحیف پر کون کان دھرتا ہے مگر ہم یہ آواز بلند کرتے رہیں گے۔ مسلمانوں جیسے نام والے متعدد صحافی ملک کے نامور اخبارات، رسائل وجرائد اور ٹی وی چینلز پر اپنے ملحدانہ نظریات کے اظہار کے واسطے بلائے جاتے ہیں۔ باتوں باتوں میں یہ لوگ کسی نہ کسی طرح ایک بار ضرور اپنا مسلمان ہونا بیان کر دیتے ہیں اور اس کے بعد پوری اسلامی تہذیب اور اسلامی شعائر وعبادات کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ سکہ بند سیکولر قومی اخبارات میں اپنے سیکولر خیالات کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ ان اخبارات کی پالیسی سیکولر نہیں ہے۔ نذیر ناجی نظریہ پاکستان کی ہر روز بیانگِ دہل تکذیب کرتے ہیں، ان کے فرمودات سن کر کوئی بھی شخص انہیں پاکستانی مسلمان نہیں مانتا۔ انہیں اس بات سے چڑ ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا بقول ان کے نظریہ پاکستان بعد میں جماعت اسلامی اور مولانا شبیر احمد عثمانی اور دیگر ملاؤں نے گھڑا تھا۔

ملک ریاض نے نام لے کر ان صحافیوں کی نشاندہی کی ہے جن کے ضمیر انہوں نے خریدے ہیں مگر انہیں شرم نہیں آتی۔ ثبوت ملک ریاض دے یا نہ دے، ہماری بلا سے وہ سچ کہتا ہے یا جھوٹ، یہ معاملات باہمی ہیں ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ وہ کوئی صحافی نہ تھے۔ اخبار کے مالک نہ تھے۔ ان کا کوئی ٹی وی چینل نہ تھا۔ پھر صحافی ان کے ہاں کیوں جاتے تھے اس سے کیوں میل ملاقات رکھتے تھے۔ ڈاکٹر ارسلان افتخار کا سکینڈل ظاہر ہونے اور ملک ریاض کا ٹی وی پر آکر عدالت عظمیٰ کی توہین کرنے سے پہلے ہم کسی ملک ریاض نامی شخص کو جانتے ہی نہ تھے۔ اگر صحافیوں نے اس سے پیسے، پلاٹ، گھر نہیں لئے تو اسے آخر کیا ضرورت پڑی تھی کہ یونہی انہیں بدنام کرتا۔ صرف ان کا نام لیتا اور دیگر ہزاروں صحافیوں کو معاف کر دیتا ہے۔ ضمیروں کے سودے کاغذ پر نہیں ہوتے۔ ایسے کالے کاروبار گواہوں کے روبرو نہیں کئے جاتے۔ نامزد صحافی جو کہیں گے ہم خود وہی کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے صحافیوں کے ہاتھ صاف ہیں کیونکہ ملک ریاض کے پاس قبض الوصول نہیں ہے۔

آخر صحافیوں کو کس نے یہ آزادی دی ہے کہ وہ چوراہوں میں بیٹھ کر اسلام، اس کی فلاسفی، اس کی معاشرت وسیاست کی تضحیک کریں۔ ہمارے نزدیک وہ شخص پاکستانی نہیں ہو سکتا جو نظریہ اسلام یا نظریہ پاکستان کی تردید کرتا ہے اور گلوبل ویلج کی دلیل پر شعائر اسلام پر پھبتی کستا ہے۔ ہم یہاں یہ ضرور کہیں گے کہ اس نظریاتی غدر کی وجہ علمائے اسلام کی باہمی نفرتوں اور مسلکوں کی تقسیم ہے۔ وہ مسلکوں کی ظلمتوں میں کھو گئے ہیں اور اقتدار ایسے لوگوں کے ہاتھ میں چلا گیا جن کا مقصد لوٹ مار کے سوا کچھ نہ تھا۔ پاکستان کی سالمیت کلمہ اسلام سے وابستہ ہے اور یہ وابستگی علمائے اسلام کے سوا کوئی نہیں برقرار رکھ سکتا۔

وزیر خارجہ

محترمہ حنا ربانی کھر کے خاوند کی ملز کی نادہندگی، بجلی گیس چوری اور پھر ان کی وصولی کیلئے تین ہزار روپیہ ماہانہ قسط کا تعین اس لوٹ مار کے تناظر میں کسی اچنبھے کی بات نہیں ہے جو حکمران طبقہ نے مچا رکھی ہے جس کے نتیجے میں ہمارا سب کچھ ہی بیٹھ گیا ہے اس وقت ہم اس لوٹ مار پر کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ اولاً: اس لئے کہ لوٹ مار کرنے والے اتنے ڈھیٹ ہو چکے ہیں کہ ان کی کرپشن کی داستانیں دن رات پرنٹ میڈیا میں چھپ رہی ہیں اور انہیں ٹی وی پر بٹھا کر ان سے پوچھا جا رہا ہے مگر انہیں شرم نہیں آتی۔ ثانیاً: اس لئے کہ وزیر خارجہ، عورت ہیں اور ہم پر ان کا احترام واجب ہے البتہ ہم اپنا پرانا راگ ضرور الاپیں گے کہ مسلمان خاتون کا غیر مسلم تو درکنار مسلمان غیر محرم سے بھی ہاتھ ملانا حرام ہے مگر وزیر خارجہ کو مسلمان ہوتے ہوئے مغربی رواج کے مطابق غیر مسلم مردوں سے ہاتھ ملانا پڑتا ہے۔ یہی حال امریکہ میں ہماری سفیر بی بی شیری رحمٰن کا ہے۔ اس کھلی گمراہی کا برداشت کرنا، اہل اسلام کی اسلامی حمیت کے بس سے باہر ہے۔ یہ اسلامی احکام کی ننگی خلاف ورزی ہے۔ یہ عورتوں کے مساوی حقوق کی بات نہیں ہے۔ معاملہ پردہ کا تو اب اس ملک میں قصہ پارینہ بن گیا ہے اور دختران اسلام، اسلام آباد، کراچی، لاہور اور ہر بڑے شہر کے فیشن ایبل کوارٹرز اور پوش رہائشی علاقوں میں پوری بے حجابیوں کے ساتھ محوِ خرام ہوتی ہیں۔ سو بات صرف اسلامی حمیت اور قومی غیرت کی ہے اس لئے ہم صدر زرداری سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ شیری رحمٰن کی جگہ مرد سفیر امریکہ میں متعین کریں اور حنا ربانی کھر کی جگہ مرد وزیر خارجہ لگائیں۔ یہ دونوں خواتین نہ تو نابغہ روزگار ہیں اور نہ بے بدل ہیں کہ پیپلز پارٹی کے اندر کوئی مردان کا بدل نہیں ہے۔ حنا ربانی کو اگر واقعی خارجہ امور کا کوئی غیر معمولی علم ہے اور بین الاقوامی معاملات پر ان کی نظر ہے تو بھی اسی لیاقت سے متصف بلکہ ان سے بہتر مرد حضرات موجود ہیں اور اگر صدر مانیں تو ہم انہیں وزیر خارجہ کیلئے چوہدری اعتزاز احسن کا نام بتا سکتے ہیں اور شیری رحمٰن کا بدل یوسف رضا گیلانی سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟ گیلانی صاحب اگلے پانچ سال کیلئے سیاست سے فارغ ہیں۔ اس طرح سے جو قربانی انہوں نے صدر کو بچانے کیلئے دی ہے، اس کا صلہ بھی انہیں مل جائے گا۔

مسلمانانِ برما

برما، گوتم بدھ کے پیروکاروں کا دیس ہے۔ اس میں حقیر سی اقلیت مسلمانوں کی بھی ہے جسے یہ فلسفہ اہنسا یعنی عدم تشدد کے پجاری برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ بی جے پی کے صدر ایل کے ایڈوانی نے مسلمانانِ عالم